نوبہار

نوبہارِ ہند پر دل سے مرا آیا ہوا
آنکھ سے دیکھوں نہ یا رب پھول کملایا ہوا

مصنفہ

جناب مرزا محمد ہادی صاحب مرزا مؤلف اشراق و مصنف
بعض رسائل علمی و مترجم کتب افلاطون شاگرد جناب اوج لکھنوی

باہتمام
منشی سید مہدی حسن عقیل مالک نوبہار لکھنؤ

مئی ۱۸۹۰ء

انوری پریس لکھنؤ گولہ گنج میں چھپی

بخدمت جناب بلاغت مآب فصاحت انتساب صاحب مکارم و معالی
حضرت استادی و مکرمی جناب مرزا محمد جعفر صاحب اوج مدظلہ العالی۔
باعتراف کمال و عظمت و باظہار اخلاص و عقیدت یہ نظم مختصر
و مختصر ہدیہ کیجاتی ہے ؎

گر قبول افتد زہے عز و شرف

العبد

مرزا محمد ہادی مرزا

مولف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

باغبانِ قدرت کے فیض سے ہر سال بہار آتی ہے آسمان نیارنگ بدلتا ہے زمین نئے گل کھلاتی ہے اودھر سقف نیلی پر رنگ آمیزیان ہوئین ادھر فرش زمردین پر گل ریزیان ہوئین بادل گرجنے لگا کوندہ چمکنے لگا سبزہ لہکنے لگا بیلا مہکنے لگا پھر کیا ہے ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے نخل جھوم رہے پتے ہل رہے ہین طرح طرح کی بیلین دیوار چمن پر پھیل گئی ہین۔ رنگ رنگ کے پھول کھل رہے ہین۔

ماشاء اللہ! ہندوستان کی سرزمین مین وہ قابلیت خدا داد ہے جسکا اک جہان مائل ہوا۔ یہانکی طینت مین وہ استعداد ہے جسکا اک زمانہ قائل ہوا انواع و اقسام کے میوون اور زرنگار رنگ پھولون کے بیج بکسون مین بند ہو کر یہان کی ہوا کھانے آتے ہین باغون مین (ذخیرہ)

لگائے جاتے ہین کہین اکہوے پہوٹتے ہین کہین پیٹے نکلتے ہین کہین جوتے
ہین کہین چلتے ہین ۔

اختلاف آب وہوا سے اگرچہ تفاوت ہو تو بجا ہے ہر ملک اور ہر جگہ کا خاصہ جدا
جدا ہے۔ وہ درخت ایک طرف یہان چیزین انگریزی باجہ ہارمونیم اور پیانو سات
سمندر طے کرکے یہان آئے مگر وہ آہنگ جو اونکے لئے مخصوص تھے وطن سے
ہمراہ نہ لائے۔ انگریزونکو لِل بنیان کی گت پر نچایا اور ہندوستانیون کو
بہیرون کی تانون سے رجہایا ۔

ان سب کو جانے دو انسان صاحب عقل کے بنائے کچھ نہین بنتی جب سرد
ملکون کے رہنے والے گرم ملکون مین آگئے گورے گورے گال سونولا گئے۔
مانا کہ یہ قدرتی امور ہین انمین سب مجبور ہین اپنے ارادون اور دلون کو بدلتے
دیکہا حسینان لندن کو مسی لگاتے اونہدی ملتے دیکہا ۔

پہر رنگ طبیعت کا نیا طور ہو جاتا ہے۔ طلب و لہجہ کا انداز بات چیت کا قرینہ
اور سے اور ہو جاتا ہے ۔ خاص لندن کے رہنے والون کی کتابین دیکہین
ہندوستان نزا انگریزونکی باتین سنین بڑا تفاوت پایا زمین آسمان کا فرق
نظر آیا ۔ زبان اور محاورہ جسکا ذکر یہان مطلوب ہے اوسکا ہمیشہ سے یہی سلسلہ
رہے ۔ ہم تو یہ سمجہتے ہین کہ جب کوئی نیا لفظ ہماری زبان پر آیا گویا ہماری زبان
مین داخل ہوا ہمارے محاورہ مین شامل ہوا ۔ البتہ اوسکو رواج کے لئے ضرور ا
یام درکار ہے اوسمین کسیکا کیا اختیار ہے ۔

ہمکو یہان اس سے بہی سروکار نہین کہ زبان امر خداداد ہے یا حضرت انسانکا

ایجاد ہے ان بکھیڑون مین پڑنا جنّتی لوگونکا کام ہے اسی سے تو منطق بدنام ہے
لفظونکے ہیر پھیر نے یہ جھگڑا نکالا ہے سیدھی سی بات یہ ہے کہ وہی ایک اللہ
سب کا بنانے والا ہے۔

ہمارے ملک کے بعض شاعر چاہتے ہین کہ انگریزی تخئیل کا مذاق اپنے
کلام مین لائین مگر نہین آتا اور بعض اونکے برخلاف چاہتے ہین کہ نہ آوے
اور آجاتا ہے۔ زمانہ کہتا ہے دونون کی سعی بے سود دونون کی کوشش
نامحمود۔ میرا ڈہنگ سب سے نرالا ہے وہی ہوگا جو ہونیوالا ہے۔ شاعر ہمیشہ
سے نیرنگ عالم کے تماشائی ہین اور نئے خیالات کے سودائی ہین انکی طبیعتونپر
انقلاب کا اثر ہونا عقل سے دور ہے پھر اسقدر جد و جہد کیا ضرور ہے جب کوئی
دور بدل جاتا ہے اسکے مزاج کا طور بدل جاتا ہے۔

انصاف زمانی کے قول کی تائید کرتا ہے اور درد اور تصنع کی تردید کرتا ہے۔
ایک صاحب فرماتے ہین "ہر روز ایک نئے سانچے مین ڈہل جاؤ جب
زمانہ بدلے تم بھی بدل جاؤ" زمانہ کہتا ہے دیر آید درست آید مین خود اپنی راہ
پر لگا لیتا ہون جیسا جسکو چاہتا ہون بنا لیتا ہون۔ یہ چند ابیات اوس
اجمال کی تفصیل اور اوس دعوی کی دلیل مین پیش کیے جاتے ہین جس کا
یہان مذکور ہے ایک معمولی واقعہ کے مشاہدہ سے جو تصورات پیدا ہوے
اونکا اظہار منظور ہے رنگینی طبیعت نے نوبہار کا سمان دکہا دیا ہے
صفحہ قرطاس کو چمنستان بنا دیا ہے۔

الحمد للہ کہ مین نے پایہ سخن کو مرکز ثقل سے نگرایا اور رسالہ چھاپتے اونچا کوئی

پہاڑ نہ بنایا۔ طبع سلیم نے جادۂ اعتدال سے ایک قدم آگے نہ بڑہانے دیا ذوق صحیح نے کوئی لفظ غیر مانوس بندش مین نہ لانے دیا۔ نہ روما کے دہوین اوڑائے نہ اطلی کو کونین جہکائے ۔ نہ انگلستان کی فصد کہولی۔ نہ فرانس کے جگر پر نشتر لگایا۔ نہ یورپ کی شاعری کو بگاڑا نہ اپنے طرز سخن کو بنایا۔ بایں ہمہ مغربی اور مشرقی تعلیم کا اثر اس نظم سے ہویدا ہے۔ مضامین کی تازگی اور استعارات کی جدت لئے پیدا ہے مختصر یہ ہے کہ اہل نظر کے لئے ایک گلدستہ بنا کر لایا ہون گل فرنگ کو موتئے کے عطر مین بسا کر لایا ہون۔ یہ چند باتین جو یہان لکہی گئین ہین صرف ادعائے شاعرانہ ہے نہ کسی سے بگاڑنا نہ کسیکو بنانا ہے یہ بہی ایک طرز ہے جسکی ہماری مشرقی شاعری نے ہمین اجازت دی ہے ہمارے متقدمین نے ہمین رخصت دی ہے۔ حاشا اللہ کسی سے بگاڑ منظور نہین چہیڑ چہاڑ منظور نہین۔

اولغیرہ

جتنا ہون اور جیسا ہون خود جان لینگے لوگ
جو ہر کو کیون مین عرض کرون کیفِ کم کے ساتھ

لکھنؤ
اکتوبر سنہ ۱۸۹۶ع

مرزا محمد ہادی عفی عنہ
تخلص مرزا

نو بہار

طفلِ غنچہ کی چمن میں آج بسم اللہ ہے
جو طرف دیکھو ادھر اللہ ہی اللہ ہے

درس میں حکمت کے مرغِ بوستان مشغول ہے
صفحۂ گلزار پر جو پھول ہے معقول ہے

کہہ رہا ہے گلستانکا سبق ہو اب غنچۂ دل
لیگئے مکتب کو اٹھا کے جھولیاں بھر بھر کے پھول

واہ کیا دلچسپ مضمون صنعِ کردگار
الف بے بندش کی کہہ کے بستہ میں ہے باغ و بہار

مژدہ باد ای مرغِ نالان پھر بہار آنیکو ہے
پھر گلستان میں بہار آگلعذار آنیکو ہے

یون خزان افسردہ ہو کر باغ و صحرا سی گئی
بلبلیں پھر لیں چہک کر لو وہ دنیا سے گئی

برگ پژمردہ کفِ افسوس ملکر رہ گئے
حاسدون کو دل سے نکلی آہ جلکر رہ گئے

ہر طرف سے جھوم کر کالی گھٹا آنے لگی
یک بیک رت پھر گئی ٹھنڈی ہوا آنے لگی

برق کا ابرِ سیہ میں وہ چمکنا دیکھیے
اور چمن میں چشمِ نرگس کا جھپکنا دیکھیے

آبِ باران دور گلشن سی نحوست لیگیا
ہر شجر کو دھو گیا گرد کدورت لیگیا

نام کو گرد و غبار اب صحنِ گلشن میں نہین
خار و خس کا ذکر بلبل کے نشیمن میں نہین

ابر یہ کہتا ہے کوئی پھول کملانے نہ پائے
دھوپ کیسی شام بھی اب جھونکا آنے نہ پائے

خیر آئے بھی تو قریبِ شام یا وقتِ سحر
اور چڑھا ہے آکے سونے کا ورق ہر نخل پر

باغبان ڈرنے لگا مظلوم کی فریاد سے
صید پر بلبل کے رنجش ہو گئی صیاد سے

شاملِ حال اوسکے تائید الٰہی ہو گئی
باغ میں گلچین کے آنے کی منا ہی ہو گئی

باغبان کہتا ہے گر سورج نہ نکلے غم نہین
صحنِ گلشن میں مری سورج مکھی کچھ کم نہین

اے مہتابِ نہان ہی تو ہو جگنو تو ہے
چاندنی کے پھول ہیں گلزار میں شب بو تو ہے

ایکدن پچھلے پہر سے آنکھ میری کھل گئی
کیا کہوں اوسوقت کا عالم کہ کیا عالم تھا وہ
اک طرف گلبن پہ تھی مرغ سحر نغمہ سرا
بسکہ تھی پیش نظر صنعت خداے ذوالجلال
رند سیکش بھی مطیع حکم یزدان ہو گیا
سرگرانی سے مگر ہان لیکر اوٹھتا نہ تھا
باعث تکلیف تھا یون نیند کا اوسدم خمار
کاہلی کہتی تھی اک نیند اور ابھی لے لیجیے
حد بھی ہے ہر چیز کی آخر کہانتک سوئیگا
اک زمانہ مین ادا فرض عبادت ہو چکا
بستر غفلت سے اوٹھ غافل خدا کیواسطے
صحن گلشن کیطرف تو دیکھ چلتے طیر ہین
مسجدونمین نعرہ اللہ اکبر کی ہے دہوم

نالۂ مرغ سحر سے آنکھ میری کھل گئی
ابتدا برسات کی تہی اک نیا عالم تھا وہ
اک طرف مسجد سے آتی تھی موذن کی صدا
کونسے دل مین نہ تھا اوسوقت طاعت کا خیال
پڑھکے دو رکعت نماز آخر مسلمان ہو گیا
کروٹین بستر پہ لیتا تھا مگر اوٹھتا نہ تھا
جسطرح اعضا شکن ہے نشۂ مے کا اوتار
ثقل چھائی تھی وہ بکر خالق کیجیے
آج یون سویا تو کل پھر ہاتھ ملکر روئیگا
دیکھ تو سوئی فلک وقت فضیلت ہو چکا
ہاتھ اوٹھا اے منگتے اب تو دعا کیواسطے
اوٹھکے پچھلی رات سے مشغول ذکر خیر ہین
غیرت اسلام ہو کچھ بھی تو اوٹھ اے نفس شوم

کچھ عجب واقع ہوا ہے آدمی کا بھی مزاج
بس یہ تھین خلقی مرض کا بھی دوا اچھا ہے
چار دن بھی دل پہ گر انسان سختی جھیل جائے
یہ اگر قابو مین آجائے تو پھر کیا بات ہے

ہر مرض کا اہل حکمت ضد سے کرتے ہین علاج
نفس امارہ مین جو آئے ہے توڑنا چاہیے
پھر کہان جاتا ہے یہ اس دیو کو قابو مین لائے
اور جو قابو اسکا چل جائے تو بازی مات ہے

آتش و آب و ہوا و خاک ہین سب سو بند
دام مین تدبیر کے انسان کری گر انکو بند

ورنہ یہ چارون حقیقت مین بڑی سفاک ہین
قتل مین انسان کے چالاک ہین چالاک ہین

آگ کی قابو مین گر آجای یہ ایندھن بنے
خاک مٹی مین ملا دے اور خود مدفن بنے

بخت برگشتہ جو ناگہ برسر بیداد ہو
ایک جھوکے مین ہوا کی آدمی برباد ہو

آب کو دیکھو کہ انسانکو ڈبو دیتا ہے یہ
گوہر عمر عزیز اک دم مین کہو دیتا ہے یہ

الغرض تائید غیبی نے کیا محو نیاز
اور توفیق الٰہی نے بچہائی جا نماز

صدق دل سے مین اوٹھا کار نکو کے واسطے
ابر رحمت نے دیا پانی وضو کے واسطے

جہک گیا جسم دم تسلیم قبلہ کی طرف
بولی نیت گر قبول افتد زہے عز و شرف

بعد نیت جبکہ بندہ صرف طاعت ہو گیا
چار سجدونمین ادا فرض عبادت ہو گیا

عاجزی نے سر جہکایا کبریا کے سامنے
آرزو نے ہاتھ پھیلائے خدا کے سامنے

عجز کے صدقے مجھے سجدے مین پامال کر دیا
فقر پر قربان مجھے اُس در کا سائل کر دیا

رعب تو اک بات بھی کرنے نہ دیتا تھا مجھے
فضل نے اوسکے کہا جو مانگنا ہو مانگ لے

وہ طمع نے طول کھینچا پھر نہین کچھ جسکی حد
حرص نے وہ پاؤن پہیلائے کہ اللہ الصمد

خواہش دل نے کہا دولت بھی ہو دنیا بھی ہو
بولا اندیشہ کہ سب کچھ ہو مگر عقبیٰ بھی ہو

شافی برحق عطا کر صحت اہل و عیال
رازق مطلق عطا کر وسعت رزق حلال

شامل ارباب جنت کر مرے ماں باپ کو
خلعت غفران عنایت کر مری ماں باپ کو

دوستونکو میرے اے مالک الملک کوئی غم نہو
جز غم آل پیمبر اور غم کوئی نہو

یا الٰہی تو مجھے قید مصیبت سے چھڑا
یا خدا تو اپنے بندونکی اطاعت سے چھڑا

کون اس سرکار سے کس وقت کیا پاتا نہین
تو اوسے دیتا ہے جسکو مانگنا آتا نہین

سایۂ طوبیٰ ملے اور حور کا پہلو ملے
میری ہمت نے کہا ٹہر کر الٰہی تو ملے

جو کہ تیری شان کے لائق ہو وہ دے تو مجھے
بس یہ دے مجھکو کہ اک دم بھی نہ بھولون مین تجھے

نے مجھے دوزخ کی پروا ہے نہ جنت کی تلاش
تیرے بندے کو فقط ہے تیری قربت کی تلاش

تیرے سائل کو نہ کچھ دولت نہ دنیا چاہیے
جسکا مالک ہو غنی ایسا اوسے کیا چاہیے

بندہ و مولا مین جس دم ہو چکا راز و نیاز
بولا اطمینانِ دل مقبول ہے تیری نماز

مختصر سا اک چمن تھا میرے بستر کے قرین
مرقدِ مومن سے تھوڑے دور تھا خلد برین

اوٹھکے سجادے سے پہونچے جانبِ گلزار ہم
طاعتِ حق کے صلے مین مل گیا باغِ ارم

کاکلِ شب کی سیاہی دور ہوتی جاتی تھی
مشکِ فیضِ صبح سے کافور ہوتی جاتی تھی

گل ہوئی شمعِ قمر ٹھنڈی ہوا چلنے لگی
چونک کر نرگس نشیلی آنکھڑیان ملنے لگی

یہ سمان دیکھا تو بولا انقلابِ روزگار
کوئی دم ملکر جدا ہو جائینگے لیل و نہار

دیکھنا اب کوئی دم مین اختتامِ شب ہوا
پھر نہ کہنا صبح کیونکر ہوگئی دن کب ہوا

نور ظلمت سے یہ کہتا تھا کہ اپنی راہ لے
اور جو رہنا ہو تو رہ گلبن کی شاخونکے تلے

روزِ روشن ہوگیا تھا مینہ کی پڑتی تھی پھوار
سیر آنکھونمین کھپی جاتی تھی سبزے کی بہار

مہرِ عالمتاب کے قطرون مین ضو پیدا ہوئی
آتشِ گل اسقدر بھڑکی کہ لو پیدا ہوئی

آسمان پر چھا کے رنگِ ارغوانی پھر گیا
صفحۂ گلزار پر سونے کا پانی پھر گیا

کیا کہون کیا لطف دیتی تھی جسے مینہ کی جھڑی
تار بارش کا تسلسل تھا کہ موتی کی لڑی

مینہ کی بوندین سبز شاخونسے ٹپکتے دیکھکر
جوہری کہدین زمرد سے ہوئے پیدا گہر

دل یہ کہتا تھا بہار لالۂ احمر تو دیکھ
واہ کیا صنعت ہے باغین ذرا آنکھ تو دیکھ

وہ زر گل وہ ہوا وہ ابر وہ نور سحر
دیکھکر دل نے کہا پر دیکھین نہ بے آنکھ بھر کر

وہ شفق مین جلوۂ خورشید خاور دیکھنا
مشتعل ہے جیسے ہر کبریت احمر دیکھنا

تھی نہ گلشن مین فقط یہ کیمیا کی سی نمود
فرش سے تا عرش تھی اک کیمیا کی سی نمود

زندگی کا لطف تھا اوسدم ہوای باغ مین
ہم بھی تھے سیر تھی پتری لگائی باغ مین

متصل وہان باغ کے تھا مدرسے کا رہگذر
اتفاقاً اوس طرف بھی جا پڑی اپنی نظر

دیکھتا کیا ہون کہ لڑکے ہین سو مکتب روان
دل یہ بولا وہ چلا کہ دیکھ لین نونہال جوان

بالے بھولون کی توجہ ہے دبستان کیطرف
پھر گیا بھولون کا رخ گویا خیابان کیطرف

کہتی تھی طفلی ابھی مکتب کی لائق سن نہین
مصلحت چلا رہی تھی کھیلنے کے دن ہین

چھوٹی چھوٹی قد یہ کہتے تھے ہمین بڑھنے تو دو
اور زمانے کا اشارہ تھا انھین پڑھنے تو دو

رحم نرمی کی سفارش کرتا ہے استاد سے
عقل کہتی ہے بچانا جہل کی بیداد سے

اپنا جلوہ ای عروس علم دکھلا دے انھین
عاشق اپنا بنا لے ای تحقیق لکھو لو دین

دہریونکے دام مین لانا ای فطرت نہین
قید مذہب سے نکالنی دی بنا ای حکمت نہین

یا خدا پہلا سبق انکو پڑھا دے یہ ادیب
با ادب ہی با نصیب و بے ادب بے نصیب

تیر بختی تیرا کالا منہ کہین کافور ہو
بہدی اللہ تو انکے دلون سے دور ہو

قابلیت مین کوئی اچھا کوئی خانہ سے خراب
خوبصورت تھا کوئی اونمین کوئی بیمار و زشت

کچھ سوار آئے تھے اکثر اہل دولت کے پسر
ساتھ لائے تھے وہ اسباب تنعم مختصر

کوئی بگھی پر سوار اور کوئی پالکی پہ سوار
ساتھ اونکے وردیان پہنے ملازم تھے چار

خاصدان اور آب خاصہ تھا کسیکو ساتھ ساتھ
دوڑتی جاتی تھی خادم پالکی کے ساتھ ساتھ

جلوہ گر شانِ امیری خلعتِ زرتار سے
بلکہ انکی طرز سے رفتار سے گفتار سے

کوئی آیا تھا دکھانے باپ کا جاہ و حشم
کوئی ماں سے کر کے ضد لایا تھا کچھ دام و درم

کچھ اکیلے وہ تھی جنپر فدا ماں باپ کی
گھر سے لیکر ساتھ آئی تھی دعا ماں باپ کی

خالی ہاتھ آئے تھے یکسر گھر میں اک پائی نہ تھی
باپ نوکر تھا کہیں تنخواہ بھی پائی نہ تھی

شوق پڑھنے کا تو تھا تقدیر گو اچھی نہ تھی
بھیگتی تھیں سب کتابیں پاس چھتری بھی نہ تھی

کہتی تھی امید انہیں چشمِ حقارت سے نہ دیکھ
درد کچھ بھی تیرے دلمیں ہو تو تو خوشی سے دیکھ

اکثر انہیں دولتِ علم و ہنر لیجائیں گے
گھر سے بھوکے آئے ہیں پر سیر ہو کر جائیں گے

کیا عجب ہوں باغِ عالم میں یہ پودے ہونہار
دھو چکا ہے ابرِ رحمت گردِ کلفت بار بار

بیکسی پر انکی اے نادان نہ جانا چاہئے
رحمتِ حق کے لئے آخر بہانا چاہئے

ہمنے دیکھا ہے بستے بستے شہر اکثر بس گئے
ہمنے دیکھا ہنستے ہنستے سیکڑوں گھر بس گئے

ان غریبوں میں بہت سے صاحبِ اقبال ہیں
نقدِ استعداد سے قبضہ میں مالا مال ہیں

دیکھنا اوجِ شرف پر جلوہ گر ہو جائینگے
یہ ستارے ایکدن شمس و قمر ہو جائینگے

ان غریبوں میں کوئی نقادِ علم و فن نہ ہو
بو علی سینا نہ ہو انمیں کوئی بیکن نہ ہو

دیکھنا اللہ کی ذرہ نوازی دیکھنا
انہیں سے نکلے گا کوئی فخر رازی دیکھنا

سرِ حکمت جو خفی ہے وہ جلی ہو جائے گا
انہیں سے پیدا کوئی بالجنگی ہو جائے گا

ایکدن یہ صاحبِ علم و عمل ہو جائیں گے
سیکڑوں مشکل مسائل انسے حل ہو جائینگے

کیا عجب انمیں مجدد یا مدقق کوئی ہو
شاید علامہ ہو انمیں یا محقق کوئی ہو

جوہرِ فنِ سخن شاید کسیکے پاس ہو
تمکو نادان کیا خبر ہے انمیں کالیداس ہو

رودکی انمین نہو دیکھو کوئی چاسر نہو
کیا کوئی بھی صاحب علم و فن کا انمین نہین
دیکھنا اللہ کی قدرت سے کیا ہو جائینگے
کیا تعجب قوم کے حامی یاور انمین ہون
مان کا ارمان باپ کی حسرت ہے انکو سنا سنا کہ
سنکے یہ امید کی باتین جو دل میرا بڑھا
تا در مکتب مجھے ذوق تماشا لے گیا
پھر مین دار العلوم پہونچا اور لندن تک گیا

ان میں پیدا کوئی فردوسی نہو ہومر نہو
کیا خبر تجکو سعلم تیرا انمین نہین
چار دن مین ملک کی حاجت روا ہو جائینگے
کیا تعجب اسٹ وینی کشتی کے لنگر انمین ہون
بلکہ ساری قوم کی عزت ہے انکی ساتھ ساتھ
سلسلے میرے تصور کا بھی انکے ساتھ تھا
بلکہ اوس سے بھی کچھ آگے اور سودا لے گیا
توسن فکر اسقدر دوڑا کہ آخر تھک گیا

میرے اندیشے نے اتنی دور پہونچایا مجھے
وادی وحشت فزا ایسا کہ دم گھٹنے لگا
وہ ہیبت وہ بھیانک بن وہ وحشت وہ ہراس
اسمین کہتی تھی امان پاؤن ٹوٹ جاؤن کہین
کہتی تھی حسرت الہی کونسی منزل یہ ہے
ہر طرف سے کانمین آتی صدای گیرودار
بیکسی تھی وہان تھا کوئی پہلو مین نہ تھا
وحشت و حیرت کی آتی تہین صدائین ہولناک
اس صدا کو سنکے حسرت اور بھی گھبرا گئی
ظلمت ایسی تھی کہ اوس وادی مین جگنو بھی نہ تھا

دل مرا گھبرا کے کہتا تھا کہان لایا مجھے
دن دہاڑے قافلہ امید کا لٹنے لگا
خوف میرے دل سے کہتا تھا یہی ہے دشت یاس
دم مرا گھبرا کے کہتا تھا نکل جاؤن کہین
منزل اول ہی قبر اور دوسری منزل ہے
جسطرف دیکھا اودہر سامان تھا [illegible]
میرا دل تہا سینے کے پہلو مین سو قالب مین تہا
ٹیرے بیرے دل ہو جسسے اور جگر ہو جائے چاک
یاس ڈائن بنکے اب نکلی کلیجا کہا گئی
وحشت ایسی تھی کہ اوس جنگل مین آدمی بھی نہ تھا

راہ بہولا ہین اسی جنگل مین انسان سیکڑون
قتل ہوتے ہین اسی وادی مین لاکہ ہا مان کہین

غول بنکر سامنے آیا جو وہم بد سگال
یاس کی پرتو مین کہلا ڈالا سوے آل

سنہ سے اسکی جب نکل جاتا تھا ادنی بچونکا نام
خوف کی مارے لرز جاتا تھا تن میرا تمام

کہتا تھا دام و درم انکے مقدر مین نہین
شوکت و جاہ و حشم انکے مقدر مین نہین

انتہا ہی پانچ چہہ یا آٹھ دس باقی ہون
پندرہ یا بیس یا پچیس بس باقی ہون

قتل ہستی کا وسیلا کہون بہائی یاد تھی
فاتح و مفتوح کو اکثر بہائی یاد تھے

کہتا تھا اے تو بہی امیدواری یہ کرین
کہتا تھا اے تو بہی جہد ستکار سے کرین

ہین جو کہتا تھا فقط ہے انتظار امتحان
سننے کے کہتا تھا کہ یہ دنیا ہے دار امتحان

امتحان لیتے یہان ہر روز ہوتے ہین
امتحان جو پاس کرتے ہین وہ دوڑتے ہین

امتحانین پاس ہو جائین مگر پائینگے کیا
پہر انہین امیدواری مین نہ دوڑائینگے کیا

مین جو کہتا تھا کہ جوہر سیکہ کیا انہین
وہ یہ کہتا تھا کہ ہون انکا ابہی نمبر نہین

مینے پوچہا کیا سولہ برس کا بہی یہ قابل نہین
مدعی بولا کہ اس کوشش سے کچہہ حاصل نہین

گو لیاقت ہو مگر دولت کہان سے لائینگے
جمع چندے سے اگر ہوئے تو سن بڑہ جائینگے

کمسنی مین بہی وہان پہونچے تو پہر ہونا ہی کیا
ہو کے زار و ناتوان پہونچے تو پہر ہونا ہی کیا

بخت بد کے ساتہہ ساتہہ انکی جہان تک جائینگے
وان سے بہی ناکامیاب آئے تو پہر کیا پائینگے

اور اگر ان آفتون سے بہی خدا نے دی امان
ہم نشینو کی یہان فرماے یہ ہین نوجوان

سیکہ پاتے انکے دیکہا نگی جو انکی ترنگ
اور ہی کچہہ رنگ لائینگی طبیعت کی امنگ

پہنچا پاجامہ انکا وہ کپڑا تنگ چست
آنکہ اوٹہا کر دیکہتے ہو تو دیکہتے ہو در

گوری گوری گال بیچ کہہ بڑہے انکی بال
بانکی بانکی وضع انکی چہون ٹہری بول چال

دلبری کے فن مین جسکو دیکھو مشتاق ہے | دلربائی کے چلن مین شہرۂ آفاق ہے
وہان ترقی نے بتائی ہین جفائین سیکڑون | علم نے اونکو سکھائی ہین ادائین سیکڑون

بند

دیکھنا قہر اور اونسے آنکھ لڑنا اور قہر | اونسے ملنا قہر پھر ملکر بچھڑنا اور قہر
اب زمانے مین ہی تو بانی بیداد ہین | دلبری کے فن مین یکتا ہین تم استاد ہین
گر کسی جلسہ مین آکر ہو گئی اشاری ہو گئے | ایک ہی غمزہ مین لاکھون وار تیاری ہو گئے
قہر ہوگا گر کسی کا فریفتہ دل آجائے گا | پھر وہ آیا یہان تو نیم بسمل آجائے گا
کس بلا کے ہین یہ ایمان دان غضب ہو جائیگا | محو انکے دل سے سب علم و ادب ہو جائیگا
جاتے ہین خوش خوش مگر ناشاد ہوکر آئینگے | رشک مجنون غیرت فرہاد ہوکر آئینگے
وحشت رز سے یا کھین جائے وہان گھبرا | راگ کا لہرا انکا وسے یا کرادینگے دلمین آگ
خود فراموشی مین یہ دل سے بہلا دینگے تمہین | خود نشین گاہ اور ستم اپنے سنادینگے تمہین
ترک انسے سب بزرگون کا چلن ہو جائیگا | لکھنؤ چھوٹ جائیگا لندن وطن ہو جائیگا
اور اگر ہان کی دعاؤن نے کیا دلمین اثر | جذب الفت باپکا یا انکو لایا کھینچ کر
خود غرض ہو کر یہ آئے بھی تو انسے کیا غرض | سنتے ہین ہم اوسطرف پھیلا ہوا ہے یہ مرض
نقد دل کا انکے یا ہو جائے کوئی مشتری | یا کسی مہوش پہ آئین وہان انگشتری
مانئے بگڑین یا سرے ٹھین پھر اگر چھوڑ جائے | کیا تعجب ہے کہ یہین کی منگیتر چھوٹ جائے
انکے اس کردار سے گھر مین قیامت ہو تو ہو | باپ مان کو سارے کنبے کو ندامت ہو تو ہو
خط پہ خط جائین وطن سے اور یہ ہرگز نہ آئین | اور اگر آئین تو اس سوغاتکو ہمراہ لائین

* یہ انگریزی نظم موسومہ بہ داغ لندن مصنفہ جناب حامد علیخان صاحب بہادر بیرسٹر ایٹ لا کے ایک مصرعہ پر تصرف کیا گیا ہے مجھے امید ہے کہ مصنف موصوف بنابر اپنے اخلاق کریمانہ کے مجھکو معاف فرمائین گے —

اپنے بیگانوں میں چرچا ہو کہ لو وہ آئی ہین
اقربا سے پوچھتے ہین سب کہ کیا کیا لائی ہین

کوئی بولا وہ کہ اسباب سفر کچھ بھی نہین
مال و زر کچھ بھی نہین لعل و گہر کچھ بھی نہین

تولتے ہین چند اونمین کچھ عرق ہی لال لال
اونکی طرز بھنوئین دلمین اور ہی کچھ ہے خیال

مان تجھ کہتی تھی مرا کبھی پیتا نہ تھا
اور خواہر کہتی تھی بھیا کبھی پیتا نہ تھا

ایک باجہ ہے [illegible] مشکل ہے جسکی تال میل
کچھ کھلونے ہین کہ وہ خود جانتے ہین جنکا کھیل

بکس میں ہین [illegible] جنکے سبے
ہنڈیو سنڈیان گھسے گئین جنکے لیے

سب سیاہ [illegible] نازک بدن بھی ساتھ ہے
ای سیار کیا [illegible] دولہن بھی ساتھ ہے

لوگ کہتے ہین طبیعت انکی اس سے [illegible] گیا
ہان مگر اتنا کہینگے انکو یہ کیا ہو گیا

دوستون سے اب وہ مدارات کی ملاقاتین نہین
وہ مزاج انکا نہین انکا سا وہ باتین نہین

کو کہ تہذیب ظاہر ہین مگر نفرت بھی ہے
دوستو انسے کچھ محبت ہے تو کچھ وحشت بھی ہے

الغرض سن سنکے اس غول بیابانی سخن
دل پہ میرے چھا گیا اک ابر اندوہ و محن

مدعی نے ایسی باتین کین کہ دل تھرا گیا
کچھ نہ سوجھا میری آنکھون مین اندھیرا آ گیا

آرزو کا خون ناحق سے جو دل ڈرنے لگا
آیۂ لا تقنطوا پڑھ کر مین دم کرنے لگا

پھر کہا مینے کہ او مردود کیا بکتا ہے تو
محنتین انکی ہین سب بے سود کیا بکتا ہے تو

سامنے سے دور ہو کافر دعا کرتے ہین ہم
اب جناب کبریا مین التجا کرتے ہین ہم

ای عزیز مالک تو انکی محنتون دے اثر
ای مری مالک یہ برخوردار ہون و باروَر

یا خدا [illegible] انکی صحبت سے بچا
جسکو وہ سمجھے ہین حکمت ایسی حکمت سے بچا

خلق و ایمان شریعت سے انھین حصہ ملے
جام صہبائے حقیقت سے انھین حصہ ملے

یا خدا [illegible] ہو نہال
یا الہی دوست انکے شاد و دشمن پائمال

انکی تالیفات کی یا رب جہان مین دھوم ہو
انکی تصنیفات کا غل شام سے تا روم ہو

نغمۂ بہار

۱۳۰۳ھ

یہ گلدستہ جسکا تاریخی نام نغمہ بہار ہے نہایت آب و تاب سے نامی شعرائے لکھنؤ
کا اچھا کلام جسکا ہر مصرع نشتر اور ہر شعر تیغ دو پیکر کہنا چاہیے) مندرج ہو کر ۱۲ صفحہ پر انگریزی
مہینے کی ۱۵ تاریخ کو شائع ہوتا ہے۔ اسکی ادنیٰ قبولیت یہ ہے کہ صاحبان اخبار مثل آزاد لکھنؤ۔ و اودھ پنچ لکھنؤ
و آرہ گزٹ و لطیف الاخبار گورکھپور و نصرت الاخبار دہلی و طوطی ہند میرٹھ و اعجاز رامپور۔
و اخبار چنار و غنچہ مراد شملہ وغیرہ وغیرہ نے بھی بالاتفاق تمام ہندوستان کے گلدستوں پر
ترجیح دی ہے۔

قیمت عام سے عہ امراء معزز عہدہ داران سے عہ شاہزادگان و راجگان و والیان
ملک و گورنمنٹ سے صہ مع محصول ڈاک۔ نمونہ کا پرچہ ۲ ٹکٹ بھیجنے پر مل سکتا ہے۔
انتخاب کمیٹی کے ذریعے سے انصافانہ ہوتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ ۷ شعر درج ہوتے ہیں۔
فرمائشی غزل (طرح ہو خواہ غیر طرح) فی شعر ۲ پیشگی اجرت پر چھپ سکتی ہے۔
اجرت اشتہار ایک مرتبہ کے لیے فی سطر ۲ مقرر ہے۔ ایک سال یا ششماہی کے واسطے بذریعہ خط و کتابت
طے ہو سکتا ہے۔ ہر قسم کی تحریر و منی آرڈر وغیرہ منشی سید مہدی حسن صاحب عقیل مالک نغمہ بہار لکھنؤ
بازار راجہ کے نام ہو۔ بغیر پیشگی قیمت کسی کو نہیں بھیجا جاتا ہے۔

المشتہر۔ سید مظہر الحسن لائق آنریری منیجر نغمۂ بہار

ضروری اطلاع

نوبہار۔ اس رسالہ کا حق تصنیف میں نے منشی سید مہدی حسن صاحب عقیل
مالک نغمہ بہار لکھنؤ کو معاف کیا ہے۔ کوئی صاحب بغیر اجازت منشی صاحب
موصوف قصد طبع نہ فرمائیں۔ ورنہ عوض نفع نقصان اٹھائیں گے۔

المشتہر۔ محمد ہادی۔ مرزا مولف
اشراق و مصنف نوبہار ہذا